فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر۔ ایم اے

تطہیرِ نجاسات

پانی اور تطہیرِ نجاست

اکثر علماء کے نزدیک نجاست کا ازالہ صرف پانی سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک ہر پاک اور طاہر مائع سے نجاست صاف کی جا سکتی ہے۔

فَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ إِلَى أَنَّ الْمَاءَ هُوَ الْمُتَعَيَّنُ فِي تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ وَ ذَهَبَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَ أَبُوْ يُوْسُفَ إِلَى أَنَّهُ يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ [1]

جمہور کی رائے یہ ہے کہ تطہیرِ نجاست کے لیے پانی ہی متعین ہے۔ مگر ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ کہتے ہیں کسی بھی پاک مائع چیز سے نجاست دور ہو جاتی ہے [2]

امام شوکانیؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ نے واضح کیا ہے [3] کہ دونوں مسلک ذرا مبالغہ آمیز ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ ہر قسم کی نجاست پانی یا کسی اور مائع ہی سے پاک ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بعض اقسام کی نجاستوں کے متعلق حدیث کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے کہ انہیں زمین پر رگڑ کر یا ناخن وغیرہ سے چھیل کر بھی صاف کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ:۔

پانی میں چونکہ مختلف نجاستوں کو حل اور زائل کرنے کی قوت زیادہ ہے اس لیے عام طور پر اسے ازالۂ نجاست [4] میں ترجیح حاصل ہے۔

---

[1] روضۃ الندیہ ۱: ۱۷ [2] ایضاً ص ۱۷ [3] نیل ۱: ۵۱-۵۰ [4] البدایہ ۱: ۸۴

۲۔ جن نجاسات کے ازالے کے لیے شریعت نے واضح طور پر پانی تجویز کیا ہے وہاں حتی الامکان پانی کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال کرنا درست نہیں اور

۳۔ جہاں پانی کے استعمال کے علاوہ دوسرے طریقے (مٹی سے صاف کرنا، رگڑنا، چھیلنا۔ دھوپ سے خشک کرنا وغیرہ) جائز ہیں وہاں بھی اگر پانی کو ترجیح دی جائے تو حرج نہیں [1]

خلاصہ یہ کہ ہر قسم کی نجاست کے ازالے کے لیے پانی متعین تو نہیں تاہم کام دے سکتا ہے جب کہ بعض نجاسات کا بغیر پانی کے بھی صاف ہو جانا ممکن ہے۔

ازالہ نجاست کی شرائط

تطہیر کی بنیادی شرط ازالہ عین نجاست ہے [2] نجاست کو اس طرح صاف کرنا چاہیے کہ نہ وہ خود کپڑے یا بدن پر باقی رہے۔ نہ اس کا رنگ یا بُو باقی رہے۔ شوکانیؒ فرماتے ہیں [3]

يَطْهُرُ مَا يَتَنَجَّسُ بِغَسْلِهِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى عَيْنٌ وَلَا لَوْنٌ وَلَا رِيْحٌ

نجس چیز اس طرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہے کہ نہ وہ خود رہے اور نہ اس کا رنگ یا بو۔

تاہم اگر باوجود خوب دھونے کے بو وغیرہ تو اتر جائے مگر رنگ کا کچھ نشان رہ جائے تو حرج نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہؓ کو کپڑے پر لگے ہوئے خون حیض کے بارے میں کہا تھا [4]

يَكْفِيْكِ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكِ اَثَرُهٗ ۔ اسے پانی سے دھونا کافی ہے۔ اس کے بعد بھی اس کا کچھ اثر اور نشان کپڑے پر رہ جائے تو گناہ نہیں۔

ازالہ نجاست کی دوسری صورت "استحالہ" یعنی نجاست کی حالت (رنگ، بو، ذائقہ وغیرہ) کا بالکل بدل جانا ہے جس سے وہ نجاست ہی نہ رہے۔ مثلاً گوبر یا پاخانہ اگر خشک ہو کر مٹی کی شکل اختیار کرے تو اس پر نجاست کے احکام نافذ نہ ہوں گے [5]

ازالہ نجاست کی دیگر صورتیں یہ ہیں کہ اگر کسی جگہ پانی سے اچھی طرح "دھونا" ممکن نہ ہو تو پانی "بہانے" "پانی چھڑکنے" یا پانی "کھینچنے" سے کام لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً نجس زمین کو پاک کرنے کے لیے پانی بہانا کافی ہے۔ چھوٹے لڑکے کے پیشاب پہ پانی چھڑکنا کفایت کرتا ہے اور کنویں وغیرہ کو پاک کرنے کے لیے بعض اوقات اس سے پانی نکالنا پڑتا ہے۔

---

[1] نیل: ۱/۸۱ ملخصاً [2] الروضہ ۱۴ [3] الدرالبھیہ طبع لاہور ۳۰ [4] ترمذی [5] الروضہ ۱۶

امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں [1]

وَمَا لَا يُمْكِنُ غَسْلُهُ فَبِالصَّبِّ عَلَيْهِ أَوِ النَّزْحِ مِنْهُ حَتّٰى لَا يَبْقٰى لِلنَّجَاسَةِ أَثَرٌ

جس نجاست کا دھونا ممکن نہ ہو وہ اس طرح صاف ہو سکتی ہے کہ اس پر پانی بہا دیا جائے یا اس سے کنوئیں پانی نکال لیا جائے حتی کہ نجاست کا اثر اس میں باقی نہ رہے۔

تطہیر نجاسات کی اصولی بحث، اس ضمن میں پانی کی اہمیت اور نجاست دور کرنے کی بنیادی صلاحیت سے مندرجہ بالا بیان کے بعد اب ذیل میں بعض روزمرہ استعمال کی اشیاء کو پاک کرنے کے ضروری تفصیلی طریقے پیش کیے جاتے ہیں۔

کپڑوں اور بدن کی تطہیر

بدن یا کپڑے کو مرئی نجاست (جس کا نشان اور اثر واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے) لگ جائے تو اسے پانی سے خوب دھونا چاہیے حتی کہ نجاست کے اثرات زائل ہو جائیں۔ تاہم جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، اگر کوشش کے باوجود نجاست کے رنگ وغیرہ کا کچھ اثر باقی رہ جائے تو وہ معاف ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون حیض کو کپڑے سے دور کرنے کا یہ طریقہ بتایا تھا کہ:

تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ [2] یعنی اسے دھوتے ہوئے کھرچا اور ملا جائے پھر اس کپڑے میں نماز جائز ہوگی۔

لیکن اگر غیر مرئی نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ لگ جائے تو اس کا ایک مرتبہ دھونا ہی کافی ہے[3]، کیونکہ اس کی بو اور دوسرے اثرات ایک مرتبہ دھوتے ہی سے دور ہو جاتے ہیں۔

اگر عورت کے لباس کا دامن یا گھیر طویل ہو اور گھسٹتا ہوا نجاست آلود زمین سے لگے مگر اس کے بعد خشک زمین پر چلے تو کپڑے پر لگی ہوئی گندگی خشک زمین پر لگ کر پاک ہو جائے گی۔ حضرت ام سلمہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میرے لباس کا دامن لمبا ہوتا ہے اور مجھے بعض اوقات گندی زمین پر بھی چلنا پڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا[4]:

يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ بعد میں آنے والی پاک زمین اسے پاک کر دے گی۔

---

[1] الدرر ۲۴ [2] متفق علیہ [3] فقہ السنہ ۱: ۱۸ [4] ابو داؤد۔

اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رہے کہ بعض لوگ راستہ پر جمع شدہ بارش کے پانی یا عام کیچڑ کو "نجس" سمجھتے ہیں اور راہ چلتے ہوئے اس کے چھینٹے کپڑوں پر پڑ جائیں تو انہیں "پاک" کرنے میں بڑے مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ راستہ کا پانی یا کیچڑ بذات خود اس وقت تک نجس نہیں سمجھا جائے گا جب تک اس میں واضح طور پر کسی واقعی نجس چیز (جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے) کی آمیزش ثابت نہ ہو۔ حضرت علیؓ کو دیکھا گیا کہ پاؤں وغیرہ بارش کے کیچڑ سے آلودہ تھے۔ آپ نے مسجد آکر اسی طرح نماز پڑھی [1]

جوتے بھی اسی طرح زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس مضمون کی حدیث بھی مذکور ہو چکی ہے کہ :۔

إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ [2]

کسی کے جوتے کو گندگی لگ جائے تو وہ مٹی وغیرہ پر رگڑ لے سے پاک ہو جاتی ہے۔

زمین کی تطہیر

زمین پر ٹھوس جرم و جسم رکھنے والی نجاست گر جائے اور زمین کو پاک کرنا ہو تو اسی نجاست کو اٹھا کر دور کریں اور اس جگہ کو دھو ڈالیں۔ لیکن اگر نجاست ٹھوس نہیں بلکہ مائع ہو مثلاً پیشاب وغیرہ تو پھر اس پر مناسب مقدار میں پانی بہا دینا کافی ہے یا بصورت دیگر زمین کے خشک ہونے کا انتظار کیا جائے کیونکہ زمین کا خشک ہونا بھی اسے پاک کر دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ [3]

" ایک اعرابی نے مسجد نبویؐ میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اسے مارنے کو دوڑے مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور پانی کا ایک ڈول اس پر بہانے کا حکم دیا۔ پھر بڑی نرمی سے اس بدو کو آئندہ ایسا نہ کرنے کی تلقین فرمائی اور صحابہ سے فرمایا :

إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ. تمہیں لوگوں پر سختی کرنے والے نہیں بنایا گیا تم ان سے نرمی کرو اور ان کے لیے آسانی بہم پہنچاؤ۔

سبحان اللہ۔ کیا مشفقانہ طریق تعلیم ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ کی زبانی مذکور ہے :۔

ذَكَاةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا [4] زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی کے مترادف ہے

---

[1] فقہ السنہ ۱ : ۵۲ [2] ایضاً [3] بخاری [4] رواہ ابن ابی شیبہ

۳۔ گھریلو استعمال کی بعض اشیاء۔

چھری، چاقو، تلوار، ناخن، ہڈی، شیشہ، پتھر اور سنگ مرمر وغیرہ کی اشیاء جو غیر مسام دار اجسام رکھتی ہیں، انہیں نجاست لگ جائے تو کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھنا کافی ہے۔ صحابہ رضی اپنی خون آلود تلواروں کو دھوئے بغیر پونچھ کر جسم سے لٹکا لیتے اور اسی طرح نماز ادا فرماتے ۔[1]

۴۔ گھی، تیل اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء

حضرت میمونہ رضی فرماتی ہیں[2]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر گھی میں چوہا گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے؟ مردہ چوہا بحیثیت مردار کے نجس ہے۔ یہ جس چیز کو لگے گا اس کو بھی نجس کر دے گا، آپ نے فرمایا

اَلْقُوْھَا وَ مَا حَوْلَھَا فَاطْرَحُوْہُ وَ کُلُوْا سَمْنَکُمْ اسے پھینک دو اور جہاں وہ گرا تھا اس کے ارد گرد کے گھی کو بھی پھینک دو۔ باقی کھانے میں حرج نہیں"

یہ مسئلہ اس صورت میں متفقہ ہے[3] جب گھی وغیرہ جامد اور جما ہوا ہو۔ لیکن اگر گھی یا کھانے پینے کی کوئی اور چیز مائع حالت میں ہو تو اختلاف ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک مائع چیز میں نجاست گر جاتے تو وہ سب کی سب ناپاک ہو جاتی ہے چنانچہ ایک نامور محدث کے واقعات میں لکھا ہے کہ :۔

"وہ روغن زیتون کی تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تیل کا ایک جہاز منگوایا اس میں تیل کے ذخیرہ میں ایک چوہا گر کر مر گیا۔ تو انہوں نے چالیس ہزار کی مالیت کا سارا تیل ضائع کرا دیا کیونکہ وہ ان کے نزدیک ناپاک تھا اور اس کی بیع و فروخت درست نہ تھی"

لیکن اس کے برعکس بعض محقق علماء —— جن میں ابن عباس رض، ابن مسعود رض، زہری رح، اوزاعی رح، اور بخاری رح شامل ہیں —— فرماتے ہیں کہ :۔

"کھانے پینے یا استعمال کرنے کی مائع چیز کا حکم پانی کی طرح کا ہے۔ یعنی وہ اسی صورت میں نجس ہوتی ہے جب نجاست کی آمیزش سے اس کے اوصاف —— رنگ، بو اور ذائقہ —— بدل جائیں۔ اگر اس کے اوصاف میں تبدیلی نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہوتی اور صرف نجس چیز کو اس سے نکال پھینکنا کافی ہے"

---

[1] فقہ السنہ ا: ۵۰ [2] بخاری عن ابن عباس [3] فتح الباری

یہی مسلک مندرجہ بالا احادیث اور تطہیر نجاست کے مذکورہ اصولوں کی روشنی میں درست ہے۔ [1]

۵۔ کنواں، حوض وغیرہ

کنویں وغیرہ میں کوئی چیز گر کر مرجائے تو حنفی علماء اس کی پاکی اور تطہیر کے لیے بڑے مفصل اور لمبے چوڑے نسخے تجویز کرتے ہیں۔ مثلاً

- اگر چوہے یا چڑیا جتنا جانور ہو تو بیس ڈول
- مرغی اور بلی جتنا ہو تو چالیس ڈول ——— اور
- کتا وغیرہ ہو تو کنویں کا سارا پانی نکال کر اسے پاک کیا جائے۔

آگے اس کی کئی تفصیلات ہیں کہ جانور کا جسم اگر پھول گیا ہو تو یہ صورت ہوگی ورنہ کوئی اور صورت۔ پھر امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے جزوی اختلافات ہیں جنہوں نے اس مسئلہ کو خاصا گورکھ دھندا بنا کر رکھ دیا ہے۔

امام ابن حزم ان اقوال کے متعلق لکھتے ہیں۔ [2]

إِنَّهَا أَقْوَالٌ لَمْ يَقُلْهَا قَطُّ أَحَدٌ قَبْلَهُمْ وَلَا لَهَا حَظٌّ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا مِنْ سُنَّةٍ صَحِيحَةٍ وَلَا سَقِيمَةٍ

یہ اقوال نہ قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں اور نہ سلف صالحین سے ثابت۔

درست یہی ہے کہ نجس چیز کو کنویں سے نکال دیا جائے۔ پھر پانی کو دیکھا جائے کہ اس کے اوصاف میں تبدیلی واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر اوصاف نہیں بدلے تو پانی پاک ہے اور اگر ان میں تغیر ہے تو بیس چالیس یا سو کی خودساختہ حد مقرر کیے بغیر اس حد تک پانی نکال دیا جائے جب تک باقی پانی کے اوصاف بحال نہیں ہوتے۔

تطہیر نجاست کے بعض متفرق مسائل

۱۔ اگر کوئی شخص نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے بدن یا لباس پر نجاست لگی ہوئی دیکھے جس کا اسے پہلے علم نہ تھا یا علم تو تھا مگر نماز شروع کرنے سے پہلے اسے نجاست دور کرنا بھول گیا تھا تو اسے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کا فرمان ہے [3]

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ۔ بھول چوک سے غلطی ہو جائے تو وہ

---

[1] فقہ السنہ ۱: ۵۰ [2] محلی ۱: ۱۴۵ [3] سورۃ الاحزاب

گناہ شمار نہیں ہوتی۔ اور حدیث میں ہے [1]

رفع عن امتی الخطا والنسیان میری امت کو بھول چوک معاف ہے

۲۔ اسی طرح اگر کوئی بیماری یا کمزوری کی وجہ سے اپنے بدن اور لباس سے نجاست دور نہیں کر سکتا تو اسے اسی طرح نماز پڑھ لینی چاہیے مثلاً کسی کا پیشاب یا خانہ بے اختیار نکل جاتا ہے اور وہ بیمار و صاحب فراش ہونے کی وجہ سے بار بار کپڑے بدلانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے اسی حالت میں نماز ادا کرنی چاہیے۔ قرآن میں ہے: [2]

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ شریعت الٰہیہ تکلیف نہیں دیتی جس کی کسی میں قدرت و طاقت نہ ہو۔

اسی طرح نماز کا وقت جا رہا ہے اور کپڑے پاک کرنے کے لیے پانی وغیرہ میسر نہ ہو تو تندرست آدمی بھی اس معذوری کے عالم میں ناپاک کپڑوں ہی سے نماز ادا کرے گا۔

۳۔ راستہ چلتے ہوئے کسی چیز کے چھینٹے کپڑوں پر گر جائیں اور یہ واضح نہ ہو کہ مثلاً یہ پانی ہے یا پیشاب تو ایسے موقع پر شریعت "شک کا فائدہ" دیتی ہے اور پیشاب وغیرہ نجس چیز ہونے کا غالب گمان نہ ہو تو اسے پاک ہی سمجھا جاتا ہے اور ان چھینٹوں کو دھونا ضروری نہیں بلکہ صرف شک کی بنا پر بے جا تحقیق و تفتیش میں پڑنے کی بھی ضرورت نہیں

حضرت عمرؓ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ جا رہے تھے کہ ایک پرنالے سے کچھ پانی گرا۔ آپ کے ساتھی نے آواز دے کر کہا بھئی مکان والو! تمہارا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

یَا صَاحِبَ الْمِیْزَابِ لَا تُخْبِرْنَا اے پرنالے والے! اس سوال کا جواب دینے کی زحمت نہ کرنا"

یہ کہہ کر آپ آگے چلتے بنے [3]

۴۔ اس کے برعکس اگر آپ کے کپڑے پر یقینی طور پر نجاست لگ جائے اور گھر آکر آپ اسے دھونے لگیں مگر نجاست کا کوئی واضح نشان نہ ہونے کی وجہ سے اس کا صحیح مقام متعین کرنا مشکل ہو تو شک والے سارے مقامات یا پورا کپڑا دھو کر پاک کرنا چاہیے۔

(باقی برص ۱۵)

---

[1] مشکوٰۃ [2] سورۃ الحج [3] فقہ السنہ ۱: ۵۲